جناب فخر الدّین صدیقی، ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ ڈی۔ ٹی۔ ایل۔ ڈی۔ ایل۔ ایل

اقبال کا فلسفۂ وحدانیت

علامہ اقبال کے فلسفہ کا مرکزی نقطہ خودی ہے اور خودی کی تمام تر کائنات توحید پرستی اور بے لوث لگن ہے، اقبال کے نزدیک انسان کے مذہب سے سچی لگن اور خلوص اس لئے درکار ہے کہ انسان اس کے ذریعے انسانیت کی معراج کو پہنچتا اور اخلاقِ عالیہ کی چوٹیوں کو سر کرتا ہے اور ان کے نزدیک کسی مذہب کی صداقت وعظمت کا معیار بھی یہی ہے۔ کہ وُہ انسان کو عظمت پہ پہنچانے کی ضمانت دے۔ اگر کسی طرح بھی کوئی مذہب اس معیار پہ پُورا نہیں اُترتا تو اس کی تعلیم قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ اسی معیار کو سامنے رکھ کر اُنھوں نے اسلام پر ایک غایۃ فلسفیانہ نگاہ ڈالی تو یہ راز اُنھیں وحدانیت کے اندر بہ تمام و کمال نظر آیا۔ چنانچہ اسی راز کے پانے پر اُنھوں نے اپنے فلسفۂ خودی کو پیش کیا جو دراصل فلسفۂ وحدانیت کی پہلی منزل ہے، کیونکہ جب کوئی انسان اپنی خودی کو قائم کر کے منزلِ وحدانیت کی طرف گامزن ہوتا ہے، تو یقیناً اس پر وحدانیت کے اسرار و رموز کھولے جاتے ہیں۔

ایک اسلامی مفکر کی حیثیت سے علامہ نے سب سے بڑا کارنامہ یہ سرانجام دیا ہے کہ اُنہوں نے توحید کے راز سے پردہ اُٹھا کر اسے مبرہن کر دیا ہے وُہ ذات وصفات کی خیالی بحثوں سے بالکل جدا نظر آتے ہیں بلکہ اُنھوں نے توحید کو انسان کے لئے ایک مثالی اخلاقی قوت کے رُوپ میں پیش کیا ہے۔ یہی وُہ قوت تھی جس نے صحرائے عرب کے بدوؤں کو نہ صرف حکمران بنا دیا بلکہ اُنہیں ہر میدان میں برتری بخشی۔

علامہ اقبال اپنی تصنیف جاوید نامہ میں فرماتے ہیں :۔

اے پسر ذوقِ نگاہ از من بگیر ❊ سوختن در لا الٰہ از من بگیر

لَا اِلٰہ گوئی بگو از روئے جاں ❊ تا ز اندامِ تو آید بوئے جاں

ایں دو حرفِ لا الٰہ گفتار نیست ❊ لَا اِلٰہ جز تیغِ بے زنہار نیست

اسی توحید کے فلسفے کی نشان دہی اپنی کتاب رموزِ بے خودی میں یوں فرماتے ہیں :۔

اہلِ حق را رمزِ توحید ازبر است ❊ در اٰتِی الرّحمان عبداً مضمر است

دیں از و، حکمت از و، آئیں از و ❊ زور از و، قوت از و، تمکیں از و

عالماں را جلوہ اش حیرت دہد ❊ عاشقاں را بر عمل قوت دہد

چوں مقامِ عبدہٗ محکم شود ❊ کاسۂ دریوزہ جامِ جم شود،

علامہ اقبال کے نزدیک تمام اخلاقی بیماریاں تین وجوہ سے جنم پاتی ہیں، ناامیدی، غم اور خوف، کیونکہ زندگی کے لیل و نہار میں یہ انسان کو مفلوج بنا کر رکھ دیتی ہیں۔ اور توحید ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جو کسی بھی انسان کو ان اخلاقی امراض سے شفا بخشتا ہے، یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر قرآن کی روشنی میں ایمان رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کو برحق جانتا ہے اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ بلکہ مشیتِ الٰہی سے خوش رہتا ہے اور بجز اس کی ذاتِ مطلق کے اور کسی کا خوف نہیں رکھتا وہ یاس، حزن اور خوف تینوں مہلک بیماریوں سے کلیتہً محفوظ رہتا ہے، ناامیدی کے بارے میں تو اسلامی تعلیمات میں بالکل وضاحت موجود ہے کہ ناامیدی کفر ہے پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی امید کا دامن وابستہ رکھتا ہے، دراصل وہی مومن اور توحید پر عمل پیرا ہے۔ گویا ناامید ہونا سنت سے عملاً کنارہ کشی کرنا ہے، علامہ فرماتے ہیں :۔

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار

ہر زماں پیشِ نظر لا تخلف المیعاد دار

قرآنِ مجید کا ارشاد ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ گویا امید کا انقطاع موت کے مترادف ہے۔ اس حقیقت کو علامہ کی فکر [illegible]

مرگ را ساماں ز قطع آرزو ست
زندگانی محکم از لاتقنطوا ست

دوسری روحانی بیماری حزن ہے۔ اس کے بارے میں قرآنِ مجید میں آتا ہے :۔
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، گویا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق اکبرؓ کو غار ثور میں یہ فرمانا ثبات واستقامت کی محکم دلیل ہے، کہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اس لئے غم کھانے کی کوئی ضرورت نہیں، اسی مضمون کو علامہ نے کیا خوب بیان فرمایا ہے

اے کہ در زندانِ غم باشی اسیر
از نبیؐ تعلیم لَاتَحْزَنْ بگیر،

گر خدا داری زغم آزاد شو • از خیالِ بیش و کم آزاد شو

تیسری اخلاقی بیماری خوف ہے اور دیکھا جائے تو یہی چیز تمام قسم کی اخلاقی بیماریاں پیدا کرنے میں پیش پیش ہے۔ اس کے بارے میں قرآنِ مجید میں واضح ارشاد ہے :۔
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
یعنی وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی محبت و مودت کو دلوں میں جگہ دیتے ہیں، خوف و ہراس ان سے دور رہتا ہے، علامہ نے خوف کو کتنا مہلک قرار دیا ہے۔
ارشاد ہے :۔

بیم غیر اللہ عمل را دشمن است	کاروانِ زندگی را راہزن است
ہر شر پنہاں کہ اندر قلب تست	اصل او بیم است اگر بینی درست

اِن سب بیماریوں کا ایک ہی علاج ہے اور وہ کامل توحید اور وحدانیت پر سچا ایمان ہے اسی لئے علامہ نے وحدانیت کے فلسفے پر زورِ قلم صرف کیا ہے۔ اور اسے مذہب اور خدا دوستی کے لئے ریڑھ کی ہڈی قرار دیا ہے۔ توحید ایک خدا کا خوف یقیناً پیدا کرتی ہے۔ مگر تمام غیر اللہ کا خوف دل سے یکسر مٹا دیتی ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

خدا کے سامنے مومن سر تسلیم خم رہتا ہے، مگر غیر اللہ کے سامنے وہ ہمیشہ سربلند رہتا ہے، کیونکہ توحید خود مومن کی سربلندی کی ضامن بن جاتی ہے۔ علامہ نے خوف کو دل سے نکال باہر کرنے کے بارے میں قرآنی تعلیم کو کیا خوب صورت انداز میں پیش فرمایا ہے

۵۔ قوت ایمان حیات افزایدت ورد لاخوف علیھم بایدت
چوں کلیمے سوئے فرعونے رود قلب او از لاتخف محکم شود

ایک اور جگہ تو اور بھی صاف صاف فرما دیا ہے :۔

ہر کہ رمز مصطفیٰ فہمیدہ است شرک را در خوف مضمر دیدہ است

توحید نہ صرف اخلاقی امراض سے نجات دیتی ہے۔ بلکہ ان اخلاقی امراض کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ہر برائی سے بھی دامن پاک رکھتی ہے، مثلاً ایک خوف کے باعث تملق، مکاری، کذب و افترا ء اور ریاکاری ایسی بیسیوں برائیاں جنم لیتی ہیں۔ توحید ان سب کا نہ صرف خاتمہ کرتی ہے۔ بلکہ وہ ہر مقام پہ خدا کو حاضر و ناظر دکھاتی اور قدرت کے مناظر کو پیش کرتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ توحید پرست کا ہر فعل فعلِ خداوندی بن جاتا ہے، اور اس کے ہاتھ پاؤں زبان وغیرہ کوئی ایسا ارتکاب نہیں کرتے جو مشیتِ ربانی کے خلاف ہو اور اسی کا نام اخلاقی معراج ہے۔ اور یہی انسان کا منتہائے مقصود ہے۔ علامہ کے نزدیک مطلق زبان سے توحید کا اقرار کرنا کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ اقرار و افکار سے گزر کر دار پر شواہد مہیا کرے۔ سچے موحد اور مومن کا عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ اپنے ایمان میں کہاں تک مخلص ہے۔ علامہ کے نزدیک مخلص اور سچے توحید پرست وہ لوگ ہیں جو اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے ہر چیز کی محبت پر خدا کی محبت کو ترجیح دیتے اور وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ کے گروہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ

اور اخلاقی طاقت سے کائنات میں ایک انقلاب برپا کردیتے ہیں، علامہ کے نزدیک آج کے دور میں اگر ایسے درجے کے توحید پرست مسلمان پیدا ہوں تو اسلام میں پھر ایک عروج کے آثار پائے جا سکتے ہیں۔ علامہ نے اس مضمون کو کیا لطیف پیرائے میں باندھا ہے،

حُبِّ مال و دولتُ حُبِّ وطن، حُبِّ خویش و اقربا و حُبِّ زن
ہر کہ در اقلیم لا الٰہ آباد شد فارغ از بندِ زن و اولاد شد
مے کند از ماسوا قطعِ نظر مے نہد ساطور بر حلقِ پسر

اقبال کے نزدیک اصل توحید یہی ہے اور اس تمام فلسفے کو اُنھوں نے خالص قرآنی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ یہ فلسفہ وحدانیت اقبال کا خود ساختہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کی دُور رس نگاہوں نے مذاہب کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد اسلامی تعلیمات کا نچوڑ توحید میں مضمر پایا ہے اور اسی کے فلسفے کی روشنی میں زندگی کو سنوارنے کی تلقین فرمائی ہے۔

علامہ کی تمام تر کوششیں لا الٰہ کا راز منکشف کرنے پر صرف ہوئی ہے، کیونکہ ان کی حکیمانہ ژرف بینی نے انسان کی ہر قسم کی ترقی کا راز صرف لا الٰہ میں مضمر پایا ہے۔ اور یہ چیز بالکل سچ ہے۔ کہ جب تک مسلمان لا الٰہ پر سچے دل سے کاربند رہا تو قیصر و کسریٰ اور خاقانِ چین کے سامنے بھی نہ جھکا، مگر جب اس نے اس لا الٰہ کا اثر اپنے کردار سے زائل کردیا تو اسے در در خوار ہونا پڑا۔

آج بھی عالم اسلام جس کش مکش میں مبتلا ہے۔ اس کا بھی ایک ہی علاج ہے کہ تمام مُسلمان اتحاد کے رشتے میں منسلک ہو کر ایک ہو جائیں، اور وحدانیت کے فلسفے کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لیں ایک نئی زندگی کا آغاز کریں، یقیناً اسلام کا کھویا ہُوا وقار بحال ہو سکتا ہے۔ یہ الٰہی نوشتہ ہے اس لئے ہمیں اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہی اسلام اور توحید کی خدمت ہے۔